اصلاحی مواعظ (۲۱)

علمِ پر عمل کریں

علم کا اصل مقصد عمل اور اصلاحِ نفس ہے
اور یہی ہمارے اسلاف اور اکابر کا امتیاز ہے

جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

Not For Sale

مکتبہ العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۵۲۲۴۸۳

عِلم پر عمل کریں

علم کا اصل مقصد عمل اور اصلاح نفس ہے
اور یہی ہمارے اسلاف اور اکابر کا امتیاز ہے

جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

e-iqra.com

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	بزرگوں کا فیض	۵
۲	عالمی پریشانی کا علاج	۷
۳	صرف جماعتیں کافی نہیں	۹
۴	اصلاح نفس مقدم ہے	۱۰
۵	اپنا احتساب کریں	۱۳
۶	علم سے مقصود عمل ہے	۱۴
۷	دارالعلوم دیوبند کا امتیاز	۱۵
۸	احتیاط اسے کہتے ہیں	۱۶
۹	ہمدردی اور ایثار	۱۸
۱۰	حضرت نانوتویؒ کے علوم	۲۰
۱۱	اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے؟	۲۱

علم پر عمل کریں

بزرگوں کا فیض

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ (الآیۃ)

بزرگانِ محترم، برادرانِ عزیز!

اس وقت آپ کے مدرسہ میں حاضری سے اصل

مقصد یہ تھا کہ اپنے بزرگوں اور احباب سے ملاقات ہو جائے۔ لیکن محترم برادرم مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ ' نے فرمایا چند گزارشات پیش کروں اور طلباء کو کچھ نصیحتیں کروں۔ میں نے ان سے کہا نصیحت کے مفید ہونے اور موثر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نصیحت کرنیوالا، جن کو نصیحت کی جا رہی ہے، سے مرتبہ میں بلند ہو۔ ان بزرگوں کے سامنے مجھ جیسا حقیر کیا نصیحت کرے۔ لیکن اپنی طالب علم برادری میں ایک بات مشہور ہے اور وہ تکرار ہے' یعنی اساتذہ اور بزرگوں سے جو بات سنی ہو اس کو اپنے ساتھیوں کے سامنے سنا دیں یہ تکرار ہے۔ تو میں نے سوچا کہ تھوڑا تکرار ہو جائے تاکہ دونوں کو فائدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس نیت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

جو کچھ عرض کروں گا اپنے بزرگوں سے سنی ہوئی کروں گا۔ اپنے پلے تو کوئی چیز ہے ہی نہیں، ایک آیت کریمہ ذہن میں آ گئی ہے اس کے بارے میں بزرگوں سے سنا ہے اس کو آپ کے سامنے

پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ صحیح بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عالمی پریشانی کا علاج :

حقیقت یہ ہے کہ اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ آیت کریمہ ہمارے موجودہ دور کی تمام پریشانیوں کا واحد علاج ہے۔ ایک سوال جو اکثر و بیشتر ہمارے ذہنوں میں بھی پیدا ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بھی پوچھتے ہیں وہ یہ کہ عالم اسلام انڈونیشیا سے لیکر مراکش تک کا پھیلا ہوا خطہ زمین جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جوڑا ہوا ہے کہ آپ دنیا کے نقشہ پر نظر ڈال کر دیکھیں تو رباط سے لیکر جکارتہ تک ایک زنجیر ہے جس میں اسرائیل جیسی صرف ایک آدھ اجنبی دیوار حائل ہے۔ اس کے سوا مسلمان ممالک میں کوئی فاصلہ نہیں اور اگر

تعداد کے اعتبار سے دیکھیں تو جتنی تعداد آج مسلمانوں کی ہے اتنی کبھی نہیں ہو گی۔ اور جتنے وسائل (مالی اعتبار سے قدرتی وسائل کے اعتبار سے اور علم و ہنر کے اعتبار سے) آج مسلمانوں کے پاس ہیں تاریخ میں کبھی مہیا نہیں ہوئے۔ اور دنیا کی اہم ترین شاہراہ ہیں مثلاً نہر سوئیز وغیرہ تمام مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں اگر غیر مسلموں کے لئے ان کو بند کر دیا جائے تو ان کا عرصہ حیات تنگ ہو جائے۔ امریکہ ہو یا برطانیہ دنیا میں سب سے زیادہ تیل مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے جس کو آج کی اصطلاح میں زر سیال کہا جاتا ہے۔ اتنا زیادہ تیل پیدا ہوتا ہے کہ انگریزی میں یہ مقولہ مشہور ہو گیا ہے کہ جہاں مسلمان ہیں وہاں تیل ہے۔ اس کے باوجود ہر جگہ پٹائی بھی مسلمان ہی کی ہو رہی ہے اور ذلیل بھی دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ دیکھیں! بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کشمیر ہو یا صومالیہ، الجزائر ہو یا تیونس سب جگہ مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔

صرف جماعتیں کافی نہیں

دوسری طرف دیکھیں تو کتنی تنظیمیں اور جماعتیں اصلاح حال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں پورے عالم اسلام میں انڈونیشیا سے لے کر الجزائر تک اس کے علاوہ پاکستان میں ہی دیکھ لیجئے! اگر جماعتوں کا سروے کیا جائے تو یقیناً لاکھوں میں ہوں گی۔ گلی گلی میں جماعت بنی ہوئی ہے اور کوئی علاقہ خالی نہیں۔ اغراض و مقاصد دیکھو دنیا بھر کی جو اچھائیاں تصور میں آسکتی ہیں درج ہوں گی۔ کچھ جماعتیں تو ایسی ہیں جن کا نام صرف لیٹر ہیڈ پر ہے ان کے علاوہ کچھ کام بھی کر رہی ہیں لیکن جو برائی کا سیلاب روز بروز بڑھ رہا ہے اس میں کوئی کمی نظر نہیں آتی۔ اب اسی مدرسہ کی چار دیواری میں دیکھیں کہ کیا حال ہے اور اس سے دس قدم باہر نکل کر دیکھیں کیا منظر نظر آتا ہے یعنی جو معاشرہ بدی کی طرف جا رہا ہے اس میں ذرہ برابر کمی نظر نہیں آتی اور دوسری طرف تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ علامہ ابن جوزیؒ کی ایک ایک مجلس میں ہزاروں

آدمیوں نے توبہ کی اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ایک ایک وعظ سے سینکڑوں انسانوں نے شرک وبدعت سے توبہ کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری یہ ساری کوششیں کیوں رائیگاں اور بے فائدہ ہو رہی ہیں؟ یاد رکھیں! ان کے بہت سے اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب کا بیان اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔

اصلاح نفس مقدم ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ﴾

(سورہ مائدہ آیت ۱۰۵)

"اے ایمان والو! اپنی خبر لو! اپنی اصلاح کی فکر کرو، اگر تم ہدایت پر آجاؤ تو جو لوگ گمراہ ہو

گئے ہیں ان کی گمراہی تم کو کوئی نقصان نہیں
دے گی"۔

ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر کرے۔ کیونکہ معاشرہ نام ہے افراد کا۔ اگر ہر فرد اپنی اصلاح کرلے تو معاشرہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم لوگوں کو یہاں سے غلطی لگ جاتی ہے کہ ہمیں جب بھی اصلاح کا خیال آتا ہے تو اس طرح کہ اصلاح کا آغاز دوسرے سے ہو، ہر شخص سمجھتا ہے کہ مجھے اصلاح کی ضرورت نہیں بلکہ میں نے تو اصلاح خلق کا فریضہ انجام دینا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا آدمی جب اصلاح کا جھنڈا لیکر کھڑا ہوتا ہے تو شور مچا کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی آواز ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نکل جاتی ہے۔ اور دوسری طرف جو اپنی اصلاح کر کے بات کرتا ہے تو اس کی بات صرف کان سے ٹکرا کر واپس نہیں آتی بلکہ سیدھی کان کے راستہ دل میں اتر جاتی ہے۔ اب ہمارا حال یہ ہے کہ ساری برائیاں جو

معاشرہ میں ہیں سب کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ ان برائیوں میں سے میرے اندر بھی کوئی برائی پائی جاتی ہے کہ نہیں۔ دوسروں کی برائیوں کو دور نہیں کر سکتا تو کم از کم اپنی برائی کو دور تو کر سکتا ہوں اس طرف ذہن نہیں جاتا۔ اسی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ من قال هلك الناس فهو هالك ﴾

"جو شخص یہ کہے کہ دنیا ہلاک ہو گئی

وہ خود تباہ ہوا"۔

اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو صاف سمجھتا ہے اور اپنی اصلاح کی فکر کئے بغیر ساری دنیا کو گمراہ سمجھتا ہے۔ یاد رکھیں! اگر اصلاح کی فکر اللہ پاک ہمارے دل میں پیدا کر دے تو دوسروں کے عیب بھی اپنے عیبوں کے سامنے بے حقیقت معلوم ہوں گے۔ پھر اس صورت میں انسان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ دل سے نکلتی ہے اور وہ اللہ کی

رضا کے لئے ہوتی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہماری دعوت و تبلیغ اس لئے برگ وبار نہیں لارہی کہ ہم نے اپنی اصلاح کی فکر چھوڑ دی ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ ہم نور الایضاح سے لیکر صحیح بخاری تک فقہ و حدیث کی تمام کتب پڑھتے ہیں، بتائیں کتنے پر عمل ہو رہا ہے؟

اپنا احتساب کریں

میرے والد محترم مولانا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تاجر برادری سال میں ایک دن اپنی تجارت بند کرتی ہے تاکہ سال بھر کی تجارت کا حساب کتاب کریں اور معلوم کریں کتنی آمدن ہوئی اور کتنا خرچ ہوا۔ اسی طرح ہمیں بھی حساب کرنا چاہئے کہ سال بھر کتنا پڑھا اور کتنے پر عمل کیا اور کیا تبدیلی آئی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ

﴿جاء حمار صغیر و رجع حمار کبیر﴾

"چھوٹا گدھا آیا تھا اور بڑا گدھا بن کر چلا گیا"

علم سے مقصود عمل ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ جو بڑے امام، متقی اور بڑے صوفی عالم تھے فرماتے ہیں کہ جب کوئی حدیث سنو تو کسی نہ کسی وقت اس پر عمل کرلو۔

﴿ولا تكن همك ان تحدث به الناس﴾

"اور ایسا نہ ہو کہ کوئی بات معلوم ہو لیکن سوچا کہ کسی تقریر میں سنائیں گے یا کسی مجمع میں سنائیں گے۔"

ہمارے حضرات اکابر علماء دیوبند ان کی خصوصیت کیا ہے؟ اور دارالعلوم دیوبند کا کیا امتیاز ہے؟ دنیا میں بڑے بڑے تحقیقی ادارے ہیں جن کا پہلے ہم نام سنتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے دکھا دیئے ہیں واقعتاً علم و ہنر کے اعتبار سے اعلیٰ سے اعلیٰ ادارے نظر آئیں

گے۔ عالم اسلام کو چھوڑیئے مغربی ملکوں میں مستشرقین بیٹھے ہیں جو اسلام کے متعلق کتابیں لکھ رہے ہیں اور ان میں ایسی ایسی اہم کتب کا حوالہ دیتے ہیں کہ ان کے نام تک آپ نے نہیں سنے ہوں گے۔ لیکن یہ سارے علوم محض علم دانستن کے معنی میں بے حقیقت و بے روح ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی یہ خصوصیت ہے کہ علم و تحقیق کے ساتھ اس کا ہر آدمی یہ چاہتا تھا کہ جو علم میں حاصل کروں وہ میری زندگی میں رچ بس جائے۔

دارالعلوم دیوبند کا امتیاز

میرے دادا مولانا محمد یٰسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے پرانے حضرات میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نے دارالعلوم کا ایسا زمانہ بھی دیکھا ہے جس میں شیخ الحدیث سے لے کر ایک ادنیٰ دربان تک ہر شخص ولی اللہ تھا۔ اس دور کے بارے میں کہا گیا

ہے کہ : "درمدرسہ خانقاہ دیدے"

رات کو اساتذہ یا طلباء کے کمروں میں جاؤ تو معلوم ہوتا کہ عبادت گزار زاہد جمع ہیں۔ اور دن کو جاؤ تو "قال اللہ و قال الرسول" کی آوازیں گونج رہی ہیں۔

احتیاط اسے کہتے ہیں

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنی آپ بیتی میں حضرت مولانا منیر احمدؒ صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت مولانا منیر احمد صاحبؒ مدرسہ کے چندہ کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں تین سو روپے چندہ ہوا۔ اس زمانہ کے تین سو روپے اس زمانہ کے تین لاکھ سے کم نہیں تھے۔ راستہ میں کسی ظالم نے چوری کر لئے تو مولاناؒ بڑے پریشان ہوئے اور اپنا سارا اثاثہ مدرسہ میں فروخت کر کے تاوان ادا کرنے کیلئے رقم اکٹھی کی جب لوگوں نے دیکھا

کہ مولاناؒ سارا اثاثہ مدرسہ میں داخل کرا کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے، حالانکہ یہ امانت تھی اور ان سے کوئی تعدی نہیں ہوئی لہٰذا شرعاً ان پر کوئی تاوان واجب نہیں تھا۔ تو لوگوں نے حضرت مولانا گنگوہیؒ کے پاس اس بارے میں خط لکھا تو حضرت گنگوہیؒ نے حضرت مولانا منیر احمدؒ کے پاس خط لکھا کہ آپ سے کوئی قصور نہیں ہوا لہٰذا شرعاً آپ پر کوئی تاوان نہیں آتا۔ جب یہ خط آیا تو مولانا نے فرمایا کہ واہ واہ حضرت گنگوہیؒ نے ساری فقہ میرے لئے پڑھی تھی۔ اس کے آگے جو بات فرمائی وہ ان ہی کے مقام کی بات ہے۔ فرمایا کہ حضرت گنگوہی صاحبؒ مسئلہ تو آپ نے بتا دیا ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں اگر آپ کے ساتھ یہ معاملہ پیش آتا تو آپ کیا کرتے؟ یعنی ان کو یہ یقین تھا کہ اگر حضرت گنگوہیؒ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آتا تو وہ بھی تاوان دیئے بغیر چین سے ہرگز نہ بیٹھتے۔ یہ تھے علماء دیوبند، جن کی طرف ہم اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ ان حضرات کی پوری

زندگی کا ایک ایک عمل ایک ایک حرکت دین میں رچی بسی ہوئی تھی۔

ہمدردی اور ایثار

e-iqra.com

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے والد ماجدؒ کے استاد تھے اور حضرت میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ میرے والد صاحب فرماتے تھے

"ایک دن میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کچا مکان بنا ہوا ہے اور جب بھی بارش آتی ہے تو وہ گر جاتا ہے۔ اور حضرت میاں صاحبؒ کبھی کوئی چیز بنواتے ہیں اور کبھی کوئی، میں نے عرض کیا حضرت آپ ایک بار اس کو پکا کیوں نہیں بنا لیتے تو حضرت نے کہا واہ محمد شفیع تم نے تو عقل کی بات کی ہے ہم تو بوڑھے ہو گئے ہیں اور ہماری سمجھ میں

یہ بات نہیں آئی۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ
ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے معاف
فرمادیں۔ پھر حضرت مجھے ساتھ لیکر دروازہ سے
باہر نکل گئے اور فرمایا دیکھو اس گلی کے ایک کونے
سے دوسرے کنارے تک کوئی مکان پکا ہے؟
جب میرے پڑوس میں کوئی مکان پکا نہ ہو تو میں
کیسے پکا مکان بنالوں؟"

ہمارے علماء دیوبند کا یہ ایک واقعہ نہیں ہے' اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے ہر ہر فرد کو ایک الگ صفت عطا فرمائی ہے جو صحابہ کرامؓ کے زمانہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔ بزرگوں کے حالات ضرور پڑھا کریں کیونکہ علم برائے علم کوئی چیز نہیں لہٰذا علم کو اپنی اصلاح کا ذریعہ بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت نانوتویؒ کے علوم

حضرت نانوتویؒ کو دیکھئے کہ جن کے بارے میں

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں ان کی کتابوں کو پڑھنے سے محروم رہتا ہوں اس لئے کہ تھوڑی دیر تک سمجھ آتی ہیں اور جب وہ ملاء اعلیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو میری سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں تو بغیر تکلم کے سمجھ میں نہیں آتی اور تکلم کا عادی نہیں۔ غرض حضرت تھانویؒ ان حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے پاس گئے جو درس نظامی کے فاضل بھی نہیں تھے۔ اور ان سے جا کر عرض کیا کہ حضرتؒ ہماری اصلاح کریں۔ دوسری طرف حضرت گنگوہیؒ جیسے عالم بھی حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس اصلاح کے لئے چلے گئے۔ ان دونوں سے کسی نے پوچھا کہ آپ حاجی صاحبؒ کے پاس گئے ہیں جو کہ پورے

عالم بھی نہیں ہیں لہذا ان کو چاہیے تھا کہ آپ کے پاس آتے۔ تو دونوں نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص وہ ہے جس نے گلاب جامن کھائی تو نہیں لیکن اس کو گلاب جامن کی پوری تاریخ یاد ہو کہ فلاں ملک میں بنتی ہے فلاں چیز سے بنتی ہے اگر اس کو کہو کہ اس پر مقالہ لکھ دیں تو وہ مقالہ لکھ دے گا۔ اور ایک وہ ہے جس کو گلاب جامن کی تاریخ تو نہیں آتی لیکن کھاتا روز ہے۔ ان میں سے کون بہتر ہے تو ظاہر ہے کہ وہی بہتر ہے جس نے گلاب جامن کھائی ہو، تو ہماری مثال ایسی ہے کہ جو علوم پڑھ رہے تھے وہ لفظی تھے اور حروف و نقوش تھے اور جب ان کی خدمت میں گئے تو وہ حروف و نقوش روح بن گئے۔

اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے ؟

یہ حاصل ہوتا ہے اللہ والوں کے پاس جانے سے پتہ

نہیں لوگوں نے تصوف میں کیا کیا بدعات و خرافات داخل کر دی ہیں اور مفروضے قائم کر لئے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ کسی اللہ والے کے پاس جاکر اپنے دل و نفس اور باطن کی اصلاح کرائیں۔ حضرت نانوتویؒ سے لیکر حضرت مدنیؒ اور حضرت عثمانیؒ تک کوئی فرد ایسا نہیں جس نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی اللہ والے سے اپنی اصلاح نہ کرائی ہو۔ آج کل یہ چیزیں ہمارے ماحول میں اجنبی ہو گئیں ہیں، جو کوئی کرے تو کہتے ہیں صوفی ہو گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصلاح اپنی اصلاح کی بجائے دل میں دنیا کی محبت، حب جاہ، حب مال، شہرت بھری ہوئی ہے اور اسی وجہ سے کسی داعی کی دعوت کارآمد نہیں ہوتی۔ غرض ہماری ساری جدوجہد کی ناکامی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی اصلاح کی فکر چھوڑ دی۔

قرآن پاک یہ کہتا ہے

﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ

لَایَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ﴾

(سورہ مائدہ آیت ۱۰۵)

"اپنی اصلاح کی فکر کر لو تو گمراہ ہونے والوں

کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

تو جس دن ہم نے یہ فکر کر لی تو اپنی عاقبت بھی درست کر لیں گے اور دنیا کی جدوجہد میں بھی برکت ہوگی۔ اور اگر ہم نے اپنی اصلاح کی کوشش نہ کی تو یاد رکھیں! ہمارا پڑھنا پڑھانا دعوت و تبلیغ سب اکارت جائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین﴾